اہل حق کی تیز نگاہیں پڑتے ہی وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح آفتاب کی گرم شعاعوں کے سامنے برف پگھل کر بہ جاتی ہے
(۷) ہجرت ہی کے ذریعہ اسلام کو غلبہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد حاصل ہوئی۔ عدل و رواداری ہی اسلام کی اشاعت کا باعث بنی۔ صحابہؓ اور سلف صالحینؒ اپنی ایمانی قوت، عملی سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہوئے اللہ پر صحیح توکل، اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری پابندی، اور آپس کے تعاون و تناصر، ہمدردی و ہم آہنگی کی بنا پر قربانی اور فداکاری کے جذبات سے سرشار تھے، جس نے انھیں دنیا میں لازوال عزت اور بے پناہ سطوت عطا فرمائی۔ پس مسلمانوں آؤ ! ہم بھی واقعہ ہجرت کی ان مبارک نصیحتوں، اور اس نہ مٹنے والے نقش کی پاک تعلیموں کو اپنا دستور العمل بنا کر ہر قسم کی سربلندیوں اور اللہ کی رحمتوں کے مستحق قرار پائیں۔ (الفتح مصر)

ثمرۂ اتحاد و اتفاق

(از مولوی ابوشحمہ خاں صاحب بستوی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

قانون الٰہی (قرآن مجید) نے نہ صرف امت اسلامیہ بلکہ تمام اقوام عالم کی موت و حیات ترقی و تنزل سعادت و شقاوت نہایت واضح طور سے دو لفظوں میں منحصر کر دیا ہے یعنی اجتماع و ائتلاف انشتات و انتشار — اجتماع کے معنی ہیں مختلف چیزوں کا ایک جگہ جمع ہونا۔ اور انشتات و انتشار عرب والے ایسی جگہ استعمال کرتے ہیں جہاں کسی چیز کا شیرازۂ نظام بکھر جائے یا کسی قوم کی جنگی قوت کا خاتمہ ہو جائے۔ اگر قوموں کے عروج و زوال حکومت و محکومی عزت اور ذلت پر نظر ڈالی جائے تو سب انھیں دو قوتوں کے ماتحت گردش کرتی ہوئی دکھائی دیں گی دوسرے لفظوں میں یوں ادا کیا جاسکتا ہے کہ زمانہ کی نیرنگیاں انھیں قوتوں کی مرہون منت ہیں مثلاً اجتماع کی حالت جب مادہ پر طاری ہو تو تخلیق اور تکوین کے مراتب آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ اور اگر انضمام کی جگہ انتشار اس پر آگیا تو تکوین کی جگہ فساد اور وجود کی جگہ عدم اور فنا کا اطلاق ہونے لگتا ہے اور اگر یہی انضمام اور اجتماع کی حالت قومی اور ملی زندگی کی قوتوں اور عملوں پر ظاہر ہو تو حیات قومی اور اجتماع کے خوشگوار ثمرات اس سے چنے جاتے ہیں اور اس کا ظہور قومی اقبال و ترقی نفوذ و تسلط کی شکل میں دنیا کے سامنے آتا ہے لیکن اگر کہیں اس حیات قومی اور اجتماع کے سرسبز اور شاداب درخت پر تفریق اور تشتت کی باد سموم چلنے لگی تو سمجھ لو کہ اس قوم کا وہ تیز رفتار گھوڑا جو اقبال و ترقی کے مراحل طے کر رہا تھا نہایت تیز گامی سے ادبار اور تسفل کی منزلوں کی طرف جا رہا ہے اور دنیا دیکھتی ہے کہ اس قوم پر اقبال کی جگہ ادبار، عروج کی جگہ تسفل اور ترقی کی جگہ تنزل، عظمت کی جگہ ذلت، حکومت کی جگہ محکومی کی لعنت اس پر چھا جاتی ہے اور حیات قومی پر موت کی بجلی گر پڑتی ہے جو اس کو جلا کر خاکستر کر ڈالتی ہے۔ اس کا حشر یہ ہوتا ہے کہ اس کے وجود نامسعود سے دنیا خالی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے قومی زندگی کی سب سے بڑی بنیاد اور اصل اتفاق و اتحاد کو بیان کیا ہے اور اس کو قرآنی اصطلاح میں

اِعْتِصَام بِحَبْلِ اللہِ سے تعبیر کیا ہے اللہ رب العزت نے اتفاق و ائتلاف کو اپنی نعمتوں میں انسانوں کے لئے سب سے بڑی نعمت قرار دیا ہے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْکُرُوا نِعْمَۃَ اللہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا۔ اے مسلمانوں تم سب ایک مرکز پر جمع ہو جاؤ باہم۔ ۔ ملکر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو سب کے ہاتھ ایک رسی سے وابستہ ہوں تم اللہ کی عظیم الشان نعمت کو نہ بھولو جس سے تم کو سرفراز کیا۔ تمہارا حال یہ تھا کہ تم لوگوں کا رشتہ بالکل ایک دوسرے سے ٹوٹا ہوا تھا اللہ نے اپنے رسولؐ برحق کے ذریعہ تم سب کو ایک جگہ لاکر جمع کر دیا۔ پہلے ایک شخص دوسرے کا جانی دشمن تھا۔ لیکن اسلام نے سب کو بھائی بھائی بنا دیا، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اتفاق بین القلوب اتنی بڑی نعمت ہے کہ اگر تم زمانہ کا سارا خزانہ اس کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالتے تب بھی اس نعمت کو حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ یہ اللہ ہی کا فضل ہے جس نے متفرق دلوں کو اکٹھا کر دیا۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَلٰکِنَّ اللہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ قانونِ الٰہی اس بات کا مبین ہے کہ تفرق اور تشتت کی زندگی کو بقا نہیں اسلئے امت محمدیہ کو سمجھا دیا گیا کہ اختلاف آپس میں نہ پیدا کرو کیونکہ اتفاق اللہ رب العزت کی نعمت ہے اور کفران نعمت کرنے والا عنداللہ فلاحیاب نہیں ہو سکتا۔ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَھُمُ الْبَیِّنَاتُ۔ جن قوموں نے اپنے ہادی کے بعد اختلاف کیا آخر ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا بجائے حاکم کے محکوم بنا دیے گئے وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ۔ آپس میں جھگڑو مت ورنہ سست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جائے گی۔ ریح کا معنی مجاہد نے حرب بیان کیا ہے اس بنا پر یہ مطلب ہوگا کہ اختلاف کے باعث تمہاری جنگی قوت کمزور ہو جائے گی وہ اتفاق ہی کا تو ثمرہ تھا جسوقت عقبہ بن فہری جو شمالی افریقہ کا فاتح ہے جس وقت بحر ظلمات پر لشکر اسلامی کے ساتھ پہنچا تو کہا کہ اے خدا اگر یہ بحر ظلمات کی موجیں تیرے نام کے جلال اور عظمت کے پھیلانے میں مانع نہ ہوتیں تو میں کلمۃ اللہ کی اشاعت میں دنیا کی انتہائی حدود تک پہنچ جاتا۔

مذکورہ بالا قانون الٰہی کے ماتحت تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو مسلمانوں کی قومی زندگی اور عروج کا اصلی دور وہی تھا جب ان کی قومی اور انفرادی مادی اور معنوی۔ اعتقادی اور عملی زندگی پر اجتماع اور ائتلاف کی رحمت چھائی ہوئی تھی اور ان کے ادبار اور تنزلی کی اصلی بنیاد اسی دن پڑی جب مسلمانوں کی حیات اجتماعی پر اختلاف و تفریق کی بجلی گری اور انتشار کی نحوست اسپر چھا گئی آج ایک ہزار پر ساڑھے تین سو سال زاید گذر چکے علماء امت مسلمانوں کے عروج و زوال اور اسلامی سلطنتوں کے سقوط پر خواہ مخواہ بحثیں کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جویائے حقیقت تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرے تو تمام ادبار و زوال صرف اسی ایک چیز یعنی باہم نا اتفاقی و چپقلش کا نتیجہ ملیں گے۔

کیا یہ واقعہ نہیں کہ اسلام کے مورخ نے اپنے خون جگر سے بے رحم تاتاریوں کے وحشیانہ سلوک کو جو انھوں نے قابل رحم مسلمانوں کے ساتھ برتا ہے جریدۂ عالم پر ثبت کیا۔ لیکن تاریخ کے اس دردانگیز باب کے ماتم سے کوئی مورخ فارغ نہ ہو سکا ظالم تاتاریوں کو انسان کون کہہ سکتا ہے یہ وحشی تاتاری درندوں سے بدتر تھے لیکن اگر آپ واقعات کے اسباب پر غائر نظر ڈالیں تو معلوم ہو جائے گا کہ ان وحشی تاتاریوں کی ابتدائی تاخت اور آخری لوٹ دونوں کا اصلی سبب مسلمانوں کی فرقہ بندی، باہمی جنگ

وجدال اور ان کی جاہلی عصبیت ہوئی۔ اسلام کی بربادی کا دروازہ شیعوں اور خارجیوں کی باہمی تکفیر اور اختلاف مسائل سے کھلا اور اس کی تباہی کی تکمیل حنفیوں اور شافعیوں وغیرہ کی باہمی نزاع سے ہوئی۔ چنگیز خاں نے وسط ایشیا کے قرب وجوار کے علاقوں پر اپنا قبضہ جما لیا تھا لیکن اس کے آگے ایک جریب زمین بھی اپنے قبضہ میں نہ کر سکا اس کے انتقال کے بعد جب سلطنت اس کے پوتوں میں تقسیم ہوئی تو وسط ایشیا اور اس کے ملحقات ہلاکو خاں کے حصہ میں آئے اس کو بھی ایک قدم آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی کیونکہ اسلامی سلطنتوں کا دبدبہ اور رعب جو مسلسل چھ سو برس سے نہایت شوکت وجلال سے قائم تھا ابتک ان کے دلوں سے محو نہیں ہوا تھا اس اثنا میں گردش زمانہ نے جو پلٹا کھایا ہے تو اچانک فتح وتسخیر ہلاکو خاں کے قدموں کو چومنے لگی خراسان میں حنفیوں اور شافعیوں کی چپقلش کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر وقت فریقین میں جنگ وجدال کا تنور بھڑکتا رہتا تھا طوس کے حنفیوں نے شافعیوں کے بغض وعداوت میں پڑکر ہلاکو خاں کو حملہ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم لوگ جنگ میں تمہارے دوش بدوش ہونگا ور انھیں حنفیوں نے اپنے مسائل غیر منصوصہ کی حمایت میں مبہوت ہو کر شہر کے دروازے کو کھول دیا بخدا پھر کیا تھا؟ جسوقت تاتاریوں کی مصقل تلواریں چمکی ہیں تو نہ کسی حنفی کو چھوڑا (جو ان کے معین ومددگار تھے) اور نہ کسی شافعی کو۔ دونوں کا خاتمہ کر دیا۔ گو خراسان کی فتح کے بعد جو چیز بغداد کے فتح ہونے میں سدراہ تھی اب زائل ہو چکی تھی لیکن پھر بھی ہلاکو خاں کو عباسی خلافت پر تاتاری پرچم لہرانے کا موقع نہ ملا۔ بالآخر اس کی بھی بربادی خود مسلمانوں ہی کی تفریق کی "مرہون منت" ہوئی۔ جسطرح سے آجکل لکھنؤ میں مسلمانوں کی دو جماعتیں شیعہ وسنی ایک دوسرے کے خون سے ہولی کھیلنے پر تلی ہوئی ہیں اسی طرح بغداد بھی اُن دنوں میں شیعہ اور سُنّی کے باہمی پیکار کا رزمگاہ بنا ہوا تھا۔ علقمی وزیر نے خواجہ نصیرالدین طوسی (معتمد ہلاکو خاں) کے ذریعہ ہلاکو خاں کو حملہ کے لئے بلا بھیجا علقمی کی بے ایمانی اور دین فروشی نے خلیفہ معتصم کو گدھے کی کھال میں سلوا کر بے رحم تاتاریوں کے بوٹ کی ٹھوکروں سے شہید کرا دیا اور وہ بغداد جسکو عروس البلاد کہا جاتا تھا۔ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ سلطنت دہلی مرہٹوں یا انگریزوں کے ہاتھ سے برباد ہوئی۔ لیکن نہیں سلطنت مغلیہ کی بربادی کا سبب نہ وارثان سیواجی ہیں۔ اور نہ لارڈ کا ئیو۔ بلکہ وہ شجاع الدولہ کا ہاتھ ہے جس نے اس بڑے کام کو انجام دیا اسی نے روہیلکھنڈ کی طاقتور اسلامی ریاست کو صفحہ ہستی سے نیست ونابود کر کے مرہٹوں اور انگریزوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ بیت المقدس پر عیسائی جھنڈا کس نے بلند کیا؟ پورے عراق اور شام اور پورے فلسطین پر عیسائی قوموں کو کس نے مسلط کیا؟ یہ مسلمانوں ہی کے سپوت شریف حسین، شریف فیصل، شریف عبداللہ تھے جو اپنے کندھوں پر صلیبی علم اٹھائے ہوئے بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ اسی طرح تدریجاً اسلام کی بربادی اپنی آخری منزل تک پہنچ گئی یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جماعتی زندگیوں کے عذابوں میں سب سے بڑا عذاب یہ بتلایا کہ کسی جماعت متحدہ کا مختلف ہو جانا اور پھر ایک گروہ کا اپنی مخالف جماعت کو شدت کے ساتھ ذلت ونکبت کا مزہ چکھانا قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ یعنی اے نبی کہدو کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجدے یا تمہیں متفرق کر دے اور پھر تم آپس میں ایک دوسرے کو اپنی قوت کا مزا چکھانے لگو۔ غرناطہ، بلنیہ، اشبیلہ اور قرطبہ میں

مسلمانوں کا پایہ تخت ہونا مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا ثمرہ تھا اور ان ممالک اسلامیہ کی بربادی ان کے تفرق کا نتیجہ ہے سرزمین اندلس میں، جہاں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک اپنی حکومت کو شان و شوکت کے ساتھ قائم رکھا تھا اس کے زوال کے بعد ایک جگہ بھی ایسی باقی نہ رہی جہاں کوئی اپنی پناہ میں لے پس ہمارے اختلاف کا بدلہ ہم کو دنیا ہی میں مل گیا۔

مسلمانو! ذرا سوچو تو کہ آج ہم ہی کیوں تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں دنیا کی ذلتیں اور رسوائیاں ہمارے ہی لئے کیوں لازم کردی گئی ہیں۔ آہ! جس سرزمین میں ہم حاکم تھے وہیں کے ہم محکوم بنا دیئے گئے۔ جس جگہ ہماری شان و شوکت کے آثار نمایاں تھے آج انھیں در و دیوار پر ہماری غلامی کی دستاویز آویزاں ہے۔ اللہ رب العزت ہماری اصلاح فرمائے اور ہماری عظمتوں کو پھر لوٹا دے۔ آمین۔

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی عدل پروری و رحمدلی کا ایک تاریخی واقعہ

(از مولوی عبید الرحمٰن صاحب طالب مبارکپوری متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ذیل میں ادارہ "الہلال مصر" کی شائع کردہ کتاب "خفایا المقصور" سے ایک تاریخی واقعہ ناظرین محدث کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے جس میں اسلامی فرمانروا سلطان صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس کی عدل پروری دشمنوں اور قیدیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک و کرم نوازی کی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے۔ (مترجم)

"روجیہ بیکون" نے اپنے خادم سہابی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا) کیا جو کچھ تم نے بیان کیا وہ صحیح اور درست ہے؟

"خادم" (نے جھکتے ہوئے جواب دیا) میرے آقا بالکل سچ اور صحیح کہہ رہا ہوں۔

"روجیہ" (نے کچھ دیر خاموش رہ کر اور سوچ کر دوبارہ پوچھا) کیا تمہارا اس دوشیزہ سے تعارف ہے؟

"خادم سہابی" (نے جواب دیتے ہوئے کہا) جی ہاں وہ مجھے اچھی طرح جانتی ہے چنانچہ وہ مجھ سے ان خوشگوار ایام کا بھی تذکرہ کررہی تھی جن میں اسکاٹ لینڈ میں میں آپ کی اور اس کی خدمت پر مامور تھا

"روجیہ بیکون" (نے پوچھا) پھر اس نے تم سے کیا کہا؟ وہ آجکل کس حالت میں ہے؟

"خادم" (نے جواب دیتے ہوئے کہا) اس نے اپنا سارا واقعہ نیز اب تک قید خانہ میں اُسے جن جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے مجھ سے دردناک صورت میں بیان کیا۔

"روجیہ" (نے کہا) وہ میری بہن مریم ہے میرا اخلاقی فرض ہے کہ اس کے رہا کرانے میں ہر ممکن تدبیر عمل میں لاؤں اور اس راہ میں ہر طرح کی قربانیوں سے دریغ نہ کروں۔ مجھے یہ کبھی بھی گوارا نہیں کہ وہ قید و بند کی ذلت آمیز مصائب میں مبتلا رہے اور ہم چین و اطمینان کی زندگی سے لذت اندوز ہوں اسلئے میں اسے ضرور بالضرور قید سے رہا کراؤں گا۔ میری خواہش